محکم اور واضح اصول و تعلیمات رکھتے ہیں جن کی تعلیمات اور نظامِ حیات نے زندگی کا دھارا اور دنیا کی سمت بدل دی تھی۔ جنہوں نے ہمہ گیر خدا پرستی و خود شناسی، دینی رشتوں کی استواری، مقاصد کے اتحاد اور صلح و محبت کا پیغام دے کر دنیا کو جنت کا نمونہ بنا دیا تھا۔ آج بھی وہی راستہ ہے نجات کا جس کے ذریعہ پوری دنیائے انسانیت کو بہیمیت کی زندگی اور اخلاقی پستی سے اٹھا کر روحانی اور اخلاقی ترقی کی انتہائی بلندیوں پر پہنچایا جا سکتا ہے۔ انسانی جوہر و کمالات، علم و ہنر، ذہانت، طبیعت کی جولانی، فوجی طاقت اور اسلحہ کی فراوانی جو بے محل صرف ہو رہی ہیں صحیح رخ پر لا کر دنیا کو حقیقی ترقی دی جا سکتی ہے اور صرف اسی راستہ سے انسانیت کا قافلہ منزلِ مقصود سے قریب ہو سکتا ہے۔ خدا کرے کہ دعوت و غلبۂ اسلام کی عالمی تحریکوں کے علمبردار خالص دینی تصور اور داعیانہ طرزِ فکر سے مستقبل کا لائحۂ عمل بنائیں اور اس سے مطلوبہ انقلابی نتائج اور مثبت ثمرات حاصل ہوں۔

مولانا خلیل احمد شہید جہادِ افغانستان

مولانا خلیل احمد افغانیؒ دارالعلوم حقانیہ میں کئی سال سے تعلیم میں مصروف تھے۔ اسی سال درجۂ علیا (مشکوٰۃ و جلالین) کا سالانہ امتحان دیتے وقت بھی شرکتِ جہاد اور حصولِ شہادت کے لیے بے چین تھے جبکہ اس سے قبل بھی متعدد محاذوں اور کئی معرکوں میں مجاہدانہ کردار ادا کر چکے تھے۔ اور اب کی بار ان کی جذبۂ ایمانی سے سرشار روح نے انہیں سیماب صفت بے چین کر دیا تھا۔ سالانہ تعطیلات میں طلبۂ دارالعلوم کے دیگر متعدد قافلوں کی طرح مرحوم بھی وسطِ شعبان میں [illegible] تشریف لے گئے۔ جاتے وقت اپنے رفقاء سے کہہ دیا تھا کہ اب کے بار میں نے اللہ کے فضل سے شہید ہونا ہے جو بعد ازاں اللہ کریم نے پورا کر دیا۔ گولیاں لگیں تو سنبھل کر رفقاء سے کہا: "دارالعلوم کے اساتذہ کو سلام، دعا کی درخواست اور بس اب میں چلا گیا" یہ کہنا تھا کہ خلعتِ خونِ شہادت اور وصالِ محبوبِ حقیقی سے سرفراز ہو گئے۔ فرحمہ اللہ وارضاہ۔

شہید اپنے پسماندگان میں والدہ، بیوی اور ایک چھوٹا بچہ چھوڑ گئے ہیں۔ جب بوڑھی والدہ کے پاس اُس کے مستقبل کی امیدوں کے سہارے اور لختِ جگر شہید کی لاش لائی گئی تو موصوفہ نے گریہ وزاری، شیون و ماتم کی ریت سے ہٹ کر فوراً وضو کر کے دوگانہ ادا کیا کہ اللہ کریم نے میرے بیٹے کو جو اعزاز بخشا ہے ہر والدہ کا ایسا مقدر کہاں؟ یہ تو اللہ کا کرم ہوا جس نے مرحوم کی شہادت سے ہمیں اور پورے خاندان کو یہ سعادت بخشی۔

ان کی شہادت سے مرحوم کا خاندان اپنے لخت جگر، ان سال یتیم و بیوہ اور مجاہدین ایک بیباک سپاہی سے محروم ہو گئے مگر وہ اپنے اقران و معاصرین کے لیے نشانِ راہ بن گئے اور اپنی مادرِ علمی درسگاہِ علم و مرکزِ تربیت کے لیے ذخیرۂ عقبیٰ و فرطِ آخرت بھی۔

اللھم ارض عنہ وارفع درجتہ۔ آمین

عبدالقیوم حقانی